اکائی:۲ :تعریف الاسم وأنواعه:

(الواحد والتثنية والجمع، المذکّر والمؤنّث، المقصور والممدود و المنقوص ، الأسماء الموصولة ، أسماء الاستفهام ، أسماء الإشارة ، أسماء الکناية ، أسماء الأفعال.)

اکائی کے اجزا:

2.1: مقصد

2.2: تمہید

2.3: واحد، تثنیہ، جمع

2.3.1: واحد

2.3.2: تثنیہ (اعراب اور حکم)

2.3.3: جمع

(الف) جمع مکسّر (تعریف، اوزان)

(ب) جمع سالم اور اس کی قسمیں

(۱) جمع مذکر سالم (اعراب، بنانے کا طریقہ، شرطیں)

(۲) جمع مؤنث سالم (تعریف، قسمیں)

2.3.4: معلومات کی جانچ

2.4: مذکر اور مؤنث

2.4.1: اسم کی قسمیں: مذکر و مؤنّث کی تعریف

2.4.2: اسم مذکر کی قسمیں: حقیقی و مجازی

2.4.3: اسم مؤنّث کی قسمیں: حقیقی و مجازی، اور لفظی و معنوی

2.4.4: تانیث کی علامتیں

2.4.5: معلومات کی جانچ

2.5: صحیح، منقوص، مقصور، ممدود

2.5.1: اسم صحیح (تعریف اور اعراب)

2.5.2: اسم منقوص (تعریف، کچھ احکام، اعراب)

2.5.3: اسم مقصور:

(۱) تعریف (۲) الف مقصورہ کے لکھنے کا طریقہ (۳) اعراب

2.5.4: اسم ممدود (تعریف)

(۱) الفِ ممدودہ (۲) الفِ ممدودہ کی صورتیں (۳) اسم ممدود کا اعراب

2.5.5: معلومات کی جانچ
2.6: اسمائے موصولہ
2.6.1: اسم موصول کی قسمیں:
(الف) اسم موصول خاص (تعریف، احکام)
(ب) اسم موصول (تعریف، احکام)
2.6.2: صلہ، عائد، محلِّ اعراب
2.6.3: معلومات کی جانچ
2.7: اسمائے استفہام
استفہام کا معنی
2.7.1: ادواتِ استفہام
2.7.2: ادواتِ استفہام کا حکم
2.7.3: ادواتِ استفہام کے معانی اور احکام
2.7.4: معلومات کی جانچ
2.8: اسمائے اشارہ
2.8.1: تعریف، وضاحت،
2.8.2: ذَانِ، ذَیْنِ اور أُولَاءِ ، أُولیٰ کا طریقۂ استعمال
2.8.3: أُولَاءِ اور أُولیٰ کے واو کا حکم
2.8.4: ہائے تنبیہ اور کافِ خطاب کا استعمال
2.8.5: کن صورتوں میں لامِ تبعید نہیں آتا۔
2.8.6: ہائے تنبیہ اور اسمِ اشارہ کے ساتھ ضمیر کا استعمال
2.8.7: اسم اشارہ اور کافِ خطاب کے استعمال کا بنیادی نکتہ
2.8.8: اسمائے اشارہ برائے مکان
2.8.9: معلومات کی جانچ
2.9: اسمائے کنایہ
2.9.1: اسم کنایہ کی تعریف اور اس کی قسمیں
2.9.2: بات سے کنایہ
2.9.3: عدد سے کنایہ اور ان کے تفصیلی احکام
2.9.4: معلومات کی جانچ
2.10: اسمائے افعال
2.10.1: اسم فعل کی تعریف اور قسمیں
2.10.2: اسمِ فعلِ ماضی

2.10.3: اسمِ فعلِ مضارع
2.10.4: اسمِ فعلِ امر
2.10.5: اسمائے افعال کے احکام
2.10.6: معلومات کی جانچ
2. 11: خلاصۂ مباحث
2.12: نمونے کے امتحانی سوالات
2.13: مطالعے کے لیے مُعاوِن کتابیں

2.1: مقصد

اس اکائی کو پڑھ لینے کے بعد طلبہ عربی زبان میں اسم کی مختلف قسموں: واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مونث، مقصور و ممدود و منقوص، اسمائے موصولہ، اسمائے استفہام، اسمائے اشارہ، اسمائے کنایہ، اسمائے افعال کی تعریفیں اور قسمیں جاننے کے ساتھ ان کے احکام اور اعراب وبنا کے بارے میں ضروری معلومات سے بہرہ ور ہوجائیں گے، ساتھ ہی یہ بھی جان لیں گے کہ ان کے معانی کیا ہیں اور ان کا طریقۂ استعمال کیا ہے؟

ان قسموں کی تفصیلات اور احکام جانے بغیر صحیح اور فصیح عربی بولنا اور لکھنا بہت دشوار ہے۔

2.2: تمہید

عربی زبان میں مفرد الفاظ کی تین قسمیں ہیں: (۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف۔

پھر مختلف جہتوں اور حیثیتوں سے اسم کی کئی قسمیں بنتی ہیں، مثلاً:

گنتی اور تعداد بتانے کے اعتبار سے اس کی کئی قسمیں ہیں: (۱) واحد (۲) تثنیہ (۳) جمع۔

تذکیر و تانیث کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) مذکر (۲) مونّث

آخری حرف کی نوعیت کے اعتبار سے اس کی چار قسمیں ہیں: (۱) اسم مقصور (۲) اسم ممدود (۳) اسم منقوص (۴) اسم صحیح۔

پھر کچھ ایسے اسما ہیں جو جملے کے بغیر اپنا پورا معنی نہیں دیتے، انھیں "اسمائے موصولہ" کہا جاتا ہے۔

کچھ ایسے اسما ہیں جن کے معنیٰ مُراد مشار الیہ یا اشارۂ حسّیّہ کے ذریعے متعیّن ہوتے ہیں، انھیں "اسمائے اشارہ" کہا جاتا ہے۔

کچھ ایسے اسما ہیں جن کے ذریعے کسی انسان یا دوسرے جان دار یا غیر جان دار کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ انھیں "اسمائے استفہام" کہتے ہیں۔

کچھ ایسے اسما ہیں جو کسی مبہم بات یا مبہم تعداد کو بتاتے ہیں، انھیں "اسمائے کنایہ" کہتے ہیں۔

اسی طرح کچھ ایسے اسما بھی ہیں جو اسم ہوتے ہوئے فعل ماضی، مضارع یا امر کا معنی دیتے ہیں، انھیں "اسمائے افعال" کہا جاتا ہے۔

اس طرح اس اکائی کے بنیادی اجزا آٹھ ہوتے ہیں۔ آئندہ صفحات میں درجہ بدرجہ انھیں اجزا سے متعلق گفتگو کی جائے گی۔

2.3: الواحد والتثنية والجمع (واحد، تثنیہ، جمع)

اسم کبھی ایک، کبھی دو اور کبھی دو سے زائد کو بتاتا ہے، اس لحاظ سے اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) واحد (۲) تثنیہ (۳) جمع

2.3.1: **واحد:** اس اسم کو کہا جاتا ہے جو ایک شئے کو بتائے۔ جیسے رَجُلٌ (ایک مرد)، اِمْرَأَةٌ (ایک عورت)، قَلَمٌ (کوئی ایک قلم)۔

2.3.2: **تثنیہ:** وہ اسم ہے جو ایک طرح کی دو چیزوں کو بتائے، اس وجہ سے کہ اس کے آخر میں نونِ مکسور اور اس سے پہلے الف یا یائے ماقبل مفتوح ہو۔ جیسے رَجُلَانِ (کوئی دو مرد)، اِمْرَأَتَانِ (کوئی دو عورتیں)، قَلَمَانِ (کوئی دو قلم)۔

(الف): تثنیہ کا اعراب:

اگر تثنیہ مرفوع ہو تو اس کے آخر میں نونِ مکسور سے پہلے الف آئے گا، جیسے "فَازَ طَالِبَانِ." (دو طالب علم کامیاب

ہوئے۔)اور اگر منصوب یا مجرور ہو تو اس کے آخر میں نونِ مکسور سے پہلے یاے ماقبل مفتوح آئے گی۔ جیسے "شَاهَدْتُ رَجُلَيْنِ." (میں نے دو مرد دیکھے)، "كَتَبْتُ بِالْقَلَمَيْنِ." (میں نے دو قلم سے لکھا۔)

(ب) اگر تثنیہ کسی اسم کی طرف مضاف ہو تو اس کے آخر سے نون گر جاتا ہے، اور مضاف الیہ ہو تو وہ لفظ میں باقی رہتا ہے۔ جیسے "قَائِدَا السَّيَّارَتَيْنِ." (دو موٹر گاڑیوں کے دو ڈرائیور)، "قَاطِرَتَا الْقِطَارَيْنِ." (دو ٹرینوں کے دو انجن)۔

2.3.3: جمع:

جمع: وہ اسم ہے جو تین یا تین سے زیادہ کو بتائے، اس بنا پر کہ اس کے واحد کے وزن میں کوئی تبدیلی کر دی گئی ہو۔ جیسے "رِجَالٌ"، جو کہ رَجُلٌ کی جمع ہے، اور "كُتُبٌ" جو کہ كِتَابٌ کی جمع ہے۔ یا اس کے آخر میں کچھ مخصوص حروف کا اضافہ کر دیا گیا ہو۔ جیسے كَاتِبٌ کی جمع "كَاتِبُونَ، كَاتِبِيْنَ" اور كَاتِبَةٌ کی جمع "كَاتِبَاتٌ."

جمع کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع مکسّر (۲) جمع سالم

(الف) جمع مکسّر: وہ جمع ہے کہ جمع بناتے وقت جس کے واحد میں کوئی تبدیلی کر دی گئی ہو۔ (بلفظِ دیگر) جس کے واحد کا وزن اس میں سلامت نہ رہا ہو۔ جیسے فَرَشٌ کی جمع "أَفْرَاشٌ"، مَدْرَسَةٌ کی جمع "مَدَارِسُ" اس کو "جمع تکسیر" بھی کہا جاتا ہے۔

اس تبدیلی کی تین صورتیں ہیں:

(۱) واحد کے حروف میں کچھ اضافہ کر کے۔ جیسے سَهْمٌ کی جمع "سِهَامٌ" (کچھ تیر)، مِصْبَاحٌ کی جمع "مَصَابِيْحُ" (کچھ چراغ)۔

(۲) واحد کے حروف میں کچھ کمی کر کے۔ جیسے كِتَابٌ کی جمع "كُتُبٌ" اور رَسُوْلٌ کی جمع "رُسُلٌ"۔

(۳) واحد کے حروف میں کمی بیشی نہ ہو، صرف حرکات میں تبدیلی ہو۔ جیسے أَسَدٌ کی جمع "أُسُدٌ" (کئی شیر)۔

• جمعِ مکسّر کے اوزان:

جمع مکسّر کے کچھ اوزان یہ ہیں:

۱-أَفْعَال، جیسے طِفْلٌ کی جمع "أَطْفَالٌ" اور خَبَرٌ کی جمع "أَخْبَارٌ"۔ ۲-أَفْعُلٌ، جیسے نَهْرٌ کی جمع "أَنْهُرٌ" اور بَحْرٌ کی جمع "أَبْحُرٌ"۔ ۳-أَفْعِلَةٌ، جیسے رَغِيْفٌ کی جمع "أَرْغِفَةٌ." (روٹیاں)۔ ۴-فِعْلَةٌ، جیسے فَتًى کی جمع "فِتْيَةٌ" (کئی جوان)، اور صَبِيٌّ کی جمع "صِبْيَةٌ." (کچھ بچے)۔ یہ چاروں وزن جمع قلت کے ہیں۔[1]

ان کے علاوہ جمع تکسیر کے مندرجہ ذیل اوزان بھی ہیں، یہ جمع کثرت کے لیے استعمال ہوتے ہیں:

۱-فُعْلٌ۔ جیسے حُمْرٌ۔ واحد: أَحْمَرُ و حَمْرَاءُ -۲-فُعُلٌ۔ جیسے كُتُبٌ۔ واحد: كِتَابٌ -۳-فُعَلٌ۔ جیسے حُجَجٌ۔ واحد: حُجَّةٌ (دلیل) -۴-فِعَلٌ۔ جیسے قِطَعٌ۔ واحد: قِطْعَةٌ -۵-فُعَلَةٌ۔ جیسے هُدَاةٌ۔ واحد: هَادٍ (رہ نما)۔ یہ اصل میں "هُدَيَةٌ" تھا، پھر ایک صرفی قاعدے سے "یا" الف سے بدل گئی۔ هُدَاةٌ ہو گیا -۶-فَعَلَةٌ۔ جیسے كَفَرَةٌ ۔ واحد: كَافِرٌ -۷-فَعْلَى۔ جیسے مَرْضَى. واحد : مَرِيْضٌ -۸-فِعَلَةٌ۔ جیسے قِرَدَةٌ۔ واحد قِرْدٌ (بندر) -۹-فُعَّلٌ۔ جیسے رُكَّعٌ۔ واحد: رَاكِعٌ -۱۰-فُعَّالٌ۔ جیسے زُهَّادٌ۔ واحد: زَاهِدٌ -۱۱-فِعَالٌ۔ جیسے جِبَالٌ. واحد: جَبَلٌ -۱۲-فُعُوْلٌ۔ جیسے قُلُوْب۔ واحد: قَلْبٌ -۱۳-فِعْلَانٌ۔ جیسے غِلْمَانٌ۔ واحد: غُلَامٌ -۱۴-فُعْلَانٌ۔ جیسے شُبَّانٌ۔ واحد: شَابٌّ -۱۵-فُعَلَاءُ۔ جیسے فُقَهَاءُ۔ واحد : فَقِيْهٌ -۱۶-

---

(۱) معنی کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: ۱-جمع قلّت۔ ۲-جمع کثرت

جمع قلّت: وہ جمع ہے جو تین سے دس تک بولی جائے۔ اور جمع کثرت کی دو تعریفیں کی جاتی ہیں:

۱-وہ جمع ہے جو تین سے شروع ہو کر إلى غير النهاية کے لیے استعمال ہو۔ ۲-جو دس سے لے کر إلى غير النهاية کے لیے استعمال ہو۔

أَفْعِلاَءُ۔ جیسے أَنْبِیَاءُ۔ واحد: نَبِيٌّ۔

ان اوزان کے علاوہ جمع مُنْتَہی الجموع کے سبھی اوزان جمع تکسیر کے اوزان ہیں جو جمع کثرت کا معنی دیتے ہیں۔[1]

(ب) جمع سالم: وہ جمع ہے جس میں اس کے واحد کا وزن سلامت ہو، اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی ہو۔ جیسے عَالِمٌ کی جمع عَالِمُوْنَ اور عَالِمَةٌ کی جمع عَالِمَاتٌ۔

جمع سالم کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع مذکر سالم (۲) جمع مؤنّث عالم۔

(۱) جمع مذکر سالم: وہ جمع ہے جس کے واحد کے آخر میں نونِ مفتوح اور اس سے پہلے واوِ ساکن ماقبل مضموم یا یاے ساکن ماقبل مکسور ہو۔ جیسے مُسْلِمُوْ نَ، مُسْلِمِیْنَ۔

• جمع مذکر سالم کا اعراب: جمع مذکر سالم مرفوع ہو تو اس میں واو ماقبل مضموم آتا ہے۔ جیسے جَاءَنِيْ عَالِمُوْنَ۔ اور منصوب یا مجرور ہو تو اس میں یاے ماقبل مکسور آتی ہے۔ جیسے رَأَیْتُ عَالِمِیْنَ ، مَرَرْتُ بِعَالِمِیْنَ۔

• جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ: عام حالات میں جمع سالم بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے واحد کے آخر میں واوِ ساکن ماقبل مضموم اور نونِ مفتوح یا یاے ساکن ماقبل مکسور اور نونِ مفتوح لے آئیں۔ جیسا کہ آپ نے گزشتہ مثالوں میں دیکھا۔ لیکن اگر وہ اسم منقوص ہو تو یہ جمع بناتے وقت اس کے آخر سے "یا" حذف کر دیں۔ جیسے القَاضِيْ سے "اَلْقَاضُوْنَ ، القَاضِیْنَ" اور اگر وہ واحد اسم مقصور ہو تو جمع بناتے وقت اس کے آخر سے الف گرا دیں اور اس سے پہلے کے فتحہ کو باقی رکھیں۔ جیسے مُصْطَفٰی سے "مُصْطَفَوْنَ، مُصْطَفَیْنَ"۔

• جمع مذکر سالم بنانے کی شرطیں:

جمع مذکر سالم صرف مذکّر عاقل کے ناموں اور صفات کے لیے آتی ہے۔ مگر اس میں مندرجہ ذیل شرطیں ہیں:

۱- عَلَم کی جمع مذکر سالم کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ تاے تانیث اور ترکیب سے خالی ہو۔ جیسے مُحَمَّدٌ سے مُحَمَّدُوْنَ اور زَیْدٌ سے زَیْدُوْنَ۔ لہٰذا رَجُلٌ کی جمع رَجُلُوْنَ، طَلْحَة کی جمع طَلْحُوْنَ اور سِیْبَوَیْهِ کی جمع سِیْبَوَیْهُوْنَ نہیں آتی۔ کیوں کہ "رَجُلٌ" عَلَم نہیں، "طَلْحَة" تاے تانیث سے خالی نہیں۔ اور سِیْبَوَیْهِ مرکّب صوتی ہے، وہ ترکیب سے خالی نہیں۔

۲- صفت (اسم مشتق) کی جمع مذکر سالم کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ تاے تانیث کی صلاحیت رکھتی ہو مگر اس سے خالی ہو۔ یا۔ اسم تفضیل ہو۔ جیسے کَاتِبٌ کی جمع "کَاتِبُوْنَ" اور أَفْضَلُ کی جمع أَفْضَلُوْنَ"۔

پہلی مثال ایسے اسم صفت کی ہے جو تاے تانیث کی صلاحیت رکھتا ہے، کیوں کہ اس کی مؤنّث "کَاتِبَةٌ" آتی ہے، مگر اس کے باوجود یہ تاے تانیث سے خالی ہے اور آخری مثال اسم تفضیل کی ہے۔

فائدہ: جمع مذکر سالم جب مضاف ہو تو اُس کا نون گر جاتا ہے اور باقی صورتوں میں برقرار رہتا ہے۔ جیسے مُسْلِمُوْمِصْرَ (مصر کے مسلمان)۔

(۲) جمع مؤنّث سالم: وہ جمع ہے جس کے واحد کے آخر میں الف اور لمبی تا بڑھادی گئی ہو۔ جیسے عَالِمَةٌ سے "عَالِمَات" اور زَیْنَبُ سے "زَیْنَبَات"۔

• الف و تا کے ساتھ کن اسما کی جمع آتی ہے:

الف و تا کے ساتھ مندرجہ ذیل اسما کی جمع آتی ہے:

---

(۱) جامع الدروس العربیه کے بیان کے مطابق جمع منتہی الجموع کے اوزان اُنّیس ہیں۔

(۱)وہ اسم جو کسی مؤنّث کا نام ہو۔ جیسے زَیْنَبُ کی جمع "زَیْنَبَات" اور سُعَادُ کی جمع "سُعَادَات۔"

(۲)وہ اسم جس کے آخر میں گول "تا" ہو۔ جیسے شَجَرَۃ کی جمع "شَجَرَات" اور طَلْحَۃ کی جمع "طَلْحَات"۔

لیکن اِمرأَۃٌ ، شَاۃٌ ، أَمَۃٌ ، أُمَّۃٌ ، شَفَۃٌ ، مِلَّۃٌ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں،کیوں کہ ان کی جمع علی الترتیب نِسَاءٌ ، شِیَاہٌ ، إِمَاءٌ ، أُمَمٌ ،شِفَاہٌ اور مِلَلٌ ہیں۔

(۳)مؤنّث کی صفت جس کے آخر میں گول "تا" ہو، یا وہ اسم تفضیل ہو۔ جیسے مُرْضِعَۃ سے "مُرْضِعَاتٌ" فُضْلیٰ سے "فُضْلَیَاتٌ"۔

(۴)وہ اسم جو مذکر غیر عاقل کی صفت ہو۔ جیسے جَبَلٌ شَاھِقٌ سے جِبَالٌ شَاھِقَاتٌ۔ اسی طرح مَرْفُوع کی جمع "مَرْفُوْعَاتٌ"،مَنْصُوْبٌ کی جمع "مَنْصُوْبَاتٌ"۔

(۵)وہ مصدر جو تین حرفی سے زائد ہو،اور فعل کی تاکید کے لیے نہ آیا ہو۔ جیسے إِکْرَامَات ، إِنْعَامَات ، تَعْرِیْفَات۔

(٦)وہ مذکرِ غیر عاقل کی تصغیر ہو۔ جیسے دُرَیْھِمٌ کی جمع "دُرَیْھِمَات" اور کُتَیِّبٌ کی جمع "کُتَیِّبَات" - "دُرَیْھِمٌ" دِرْھَم کی اور "کُتَیِّبٌ" کِتَاب کی تصغیر ہے۔

(۷) وہ اسم جس کے آخر میں الفِ تانیث مقصورہ یا ممدودہ ہو۔ جیسے حُبْلیٰ کی جمع "حُبْلَیَاتٌ" اور صَحْرَاءُ کی "صَحْرَاوَات"۔

(۸)وہ اسم غیر عاقل جس کے شروع میں "اِبْن" یا "ذُوْ" ہو۔ جیسے ابنُ اٰویٰ کی جمع ہے "بَنَاتُ اٰویٰ" اور ذُوْ الْقَعْدَۃِ کی جمع "ذَوَاتُ الْقَعْدَۃِ"۔

(۹) ہر وہ اسم عجمی جس کی کوئی جمع معروف نہ ہو۔ جیسے اَلتِّلِغْرَاف اور اَلتِّلفُوْن کی جمع "التِّلِغْرَافَات" اور "التِّلِفُوْنَات" آئے گی۔

ان نو قسموں کے علاوہ قیاسی طور پر الف و تا کے ساتھ جمع نہیں آتی۔ ہاں سماعی طور پر کچھ اسما کی جمع ضرور آتی ہے۔

2.3.4 :معلومات کی جانچ:

۱-واحد، تثنیہ اور جمع کی تعریف مع مثال ذکر کیجیے اور تثنیہ کا اعراب بھی بتائیے۔

۲-جمع مکسّر کے کتنے اوزان جمع قلت کے لیے آتے ہیں، مثالوں کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۳-جمع مذکر سالم کے بنانے کا طریقہ اور اس کی شرطیں کیا ہیں؟ بیان کیجیے۔

۴-الف و تا کے ساتھ قیاسی طور پر کن اسموں کی جمع آتی ہے؟ مثالوں کی روشنی میں واضح کیجیے۔

2.4 :المذکّر و المؤنّث(مذکّر اور مؤنّث)

اسم کی دو قسمیں ہیں:(۱) مذکّر (۲) مؤنّث

2.4.1: مذکّر: وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ ہو،اور نہ ہی اہلِ زبان نے اُسے مؤنّث استعمال کیا ہو۔ جیسے الرَّجُلُ (مرد)،کِتَابٌ،أَسَدٌ۔

مؤنّث: وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت ہو، یا اہلِ زبان نے اُسے مؤنّث استعمال کیا ہو۔ جیسے إِمْرَأَۃٌ ، حَمْرَاءُ، حُبْلیٰ ، ھِنْد.

2.4.2: مذکّر کی دوقسمیں ہیں:(۱)حقیقی (۲) مجازی۔

مذکّر حقیقی: وہ اسم ہے جس کے مقابل میں اسی کی جنس سے کوئی مادہ ہو۔ جیسے رَجُلٌ (مرد)، اس کے مقابل میں اِمْرَأَةٌ (عورت) ہے۔اور جَمَلٌ (اونٹ)،کہ اس مقابل میں نَاقَةٌ (اونٹنی) ہے۔

مذکّر مجازی: وہ اسم ہے جس کے مقابل میں اُسی کی جنس سے کوئی مادہ نہ ہو۔جیسے کِتَابٌ، بَيْتٌ ، كُرْسِيٌّ۔

2.4.3: مؤنّث کی بھی دوقسمیں ہیں:(۱)حقیقی (۲) مجازی۔

مؤنّث حقیقی: وہ اسم ہے جو انسانوں یا دوسرے جان داروں میں سے کسی مادہ کو بتائے ۔ جیسے اِمْرَأَةٌ (عورت)، نَاقَةٌ (اونٹنی)،أَتَانٌ (گدھی)۔

مؤنّث مجازی: وہ اسم ہے جس کے ساتھ انسانوں یا دوسرے جان داروں کی مادہ کے اسا جیسا معاملہ کیا جائے، جب کہ وہ ان میں سے نہ ہو۔ جیسے شَمْسٌ ، دَارٌ ، عَيْنٌ۔

پھر دوسرے اعتبار سے بھی مؤنث کی دو قسمیں ہیں:(۱) لفظی (۲) معنوی۔

مؤنّث لفظی: وہ ہے جس کے ساتھ علامتِ تانیث لگی ہوئی ہو، چاہے وہ کسی مؤنّث (مادہ) کو بتائے ، جیسے فَاطِمَةُ ، خَدِيْجَةُ ، یا مذکّر (نر) کو بتائے، جیسے طَلْحَةُ،زَكَرِيَّاءُ ، بُهْمَةٌ (بہادر مرد)۔

مؤنّث لفظی: وہ اسم ہے جس کے ساتھ کوئی علامتِ تانیث نہ لگی ہو،اور وہ کسی حقیقی یا مجازی مؤنّث (مادہ) کو بتائے۔ جیسے هِنْدٌ ، زَيْنَبُ ، دَارٌ (گھر)۔

2.4.4: تانیث کی علامتیں:

تانیث کی علامتیں تین ہیں:(۱) گول تا (ة) جو ٹھہرنے کے وقت "ہ" سے بدل جاتی ہے۔ جیسے طَالِبَةٌ ، مَحْمُوْدَةٌ۔(۲) الفِ مقصورہ۔ جیسے سَلْمىٰ ، حُبْلىٰ (۳) الف ممدودہ۔ جیسے زَهْرَاء، صَحْرَاء۔

2.4.5: معلومات کی جانچ:

(۱) مذکر و مؤنّث کی تعریف کرتے ہوئے مؤنّث کی تمام قسموں کی تعریفیں مع مثال بیان کیجیے۔

(۲) علاماتِ تانیث پر روشنی ڈالیے۔

2.5: أنواع الاسم: الصحيح والمنقوص والمقصور والممدود.

اسم کی چار قسمیں ہیں:

(۱) صحیح (۲) منقوص (۳) مقصور (۴) ممدود

2.5.1: اسم صحیح: وہ اسمِ معرب ہے جس کے آخر میں یائے لازمہ ماقبل مکسور، الفِ مقصورہ اور الفِ ممدودہ نہ ہو۔ جیسے كِتَابٌ ، خَالِدٌ۔

اسم معرب کے آخر میں اگر حرف علت اور الف ممدودہ یا مقصورہ نہ ہو تو اس کو "صحیح" کہتے ہیں، جیسے قَلَم، كِتَاب۔ اور اگر اس کے آخر میں واو یا یا ہو اور اس سے پہلے ساکن ہو تو اس کو "جاری مجری صحیح"، "قائم مقام صحیح" اور "ملحق با لصحیح" کہتے ہیں۔ کیوں کہ اس کا اعراب بھی صحیح کی طرح ہوتا ہے۔ جیسے دَلْوٌ ، ظَبْيٌ ۔

اسم صحیح کا اعراب: اسم صحیح کا اعراب یہ ہے کہ جب وہ مفرد اور منصرف ہو تو اس کے آخر میں رفع کی حالت میں ضمّہ، نصب کی حالت میں فتحہ اور جر کی حالت میں کسرہ آتا ہے۔ جیسے هٰذا قَلَمٌ ، إِشْتَرَيْتُ قَلَمًا، كَتَبْتُ بِالقَلَمِ.

اور اگر مفرد نہ ہو، تثنیہ یا جمع ہو تو تثنیہ و جمع کا اعراب ہوتا ہے، اور اگر یہ منصرف کے بجائے غیر منصرف ہو تو غیر منصرف کا اعراب آتا ہے۔

2.5.2: اسم منقوص: وہ اسمِ معرب ہے جس کے آخر میں یاے لازمہ ہو اور اس سے پہلے کوئی حرفِ مکسور ہو۔ جیسے اَلدَّاعِيْ ، اَلْقَاضِيْ۔

"یاے لازمہ" سے مراد وہ "یا" ہے جو رفع، نصب اور جر تینوں حالتوں میں برقرار رہے۔

(۱) مذکورہ بالا تعریف میں "اسم" کی قید سے فعل اور حرف نکل گئے، لہذا "رَضِيَ" اور "فِيْ" اسم منقوص نہیں۔ "معرب" کی قید سے مبنی نکل گیا۔ لہذا "اَلَّذِيْ" اور "اَلَّتِيْ" اسم منقوص نہیں۔ "آخر" کی قید سے "عِيْدٌ" جیسے اسما نکل گئے۔ "آخر میں یا" کی قید سے اسم مقصور، اسم ممدود نکل گئے۔ لہذا "هُدىً" اور "سَوِدَاء" اسم منقوص نہیں۔ "یاے لازمہ" کی قید سے اسماءِ ستّہ ("أَخ ، أَب ، حَم ، هَن ، فُو ، ذُو" جب کہ جر کی حالت میں ہوں) نکل گئے، کیوں کہ ان میں تینوں حالتوں میں "یا" نہیں آتی، بلکہ صرف جر کی حالت میں آتی ہے۔ اور "اس سے پہلے حرفِ مکسور ہونے" کی قید سے وہ "جاری مجری صحیح" نکل گیا جس کے آخر میں "یا" ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس میں "یا" سے پہلے حرفِ مکسور نہیں، بلکہ حرفِ ساکن ہوتا ہے۔ جیسے ظَبْيٌ۔

(۲) اسم منقوص کے آخر کی "یا" کبھی اصلی حروف میں سے ہوتی ہے۔ جیسے "الهَادِيْ"، اور کبھی واو سے بدلی ہوتی ہے۔ جیسے "الدَّاعِيْ"۔ کیوں کہ یہ اصل میں "اَلدَّاعِوُ" تھا۔

(۳) جب اسم منقوص پر تنوین آجاتی ہے تو رفع اور جر کی حالت میں اس کی "یا" تلفّظ اور کتابت دونوں میں گر جاتی ہے۔ جیسے "حَكَمَ قَاضٍ عَلىٰ جَانٍ." (ایک جج نے ایک مجرم کے خلاف فیصلہ کیا)۔ اس مثال میں "قَاضٍ" "حَكَمَ" کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور "جَانٍ" حرفِ جر کا مدخول ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔

(۴) اسم منقوص کا اعراب: اسم منقوص کا اعراب مرفوع ہونے کی صورت تقدیری ضمّہ، منصوب ہونے کی حالت میں لفظی فتحہ اور مجرور ہونے کی صورت میں تقدیری کسرہ ہوتا ہے۔ جیسے قَامَ المُنَادِيْ ، رَأَيْتُ المُنَادِيَ ، مَرَرْتُ بِالمُنَادِيْ.

رفع اور جر کی حالت میں اسم منقوص کا اعراب لفظ میں ظاہر نہیں ہوتا، بلکہ تقدیری ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "یا" پر کسرہ کے بعد ضمہ اور کسرہ ثقیل اور بھاری ہوتے ہیں، اس لیے انھیں لفظ میں نہیں لایا جاتا۔ اور نصب کی حالت میں "یا" پر فتحہ آتا ہے، جو سب سے ہلکی حرکت ہے، اس لیے اسے لفظ میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

2.5.3: اسم مقصور: وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ لازمہ ہو۔ جیسے العَصَا ، المُصْطَفىٰ.

(۱) "الفِ مقصورہ" اس آخری الف کو کہتے ہیں جس کے بعد ہمزہ نہ ہو، جیسا کہ گزشتہ مثالوں سے واضح ہے۔ یہ الف کبھی اصلی نہیں ہوتا، بلکہ کسی حرف سے بدلا ہوا ہوتا ہے، یا زائد ہوتا ہے۔ بدلا ہوا ہو تو کبھی واو سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے "عَصا" کہ یہ اصل میں "عَصَوٌ" تھا۔ اور کبھی "یا" سے بدلا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے "فَتىٰ" کہ یہ اصل میں "فَتَيٌ" تھا۔ اور جب زائد ہوتا ہے تو کبھی یہ تانیث کے لیے زائد کیا جاتا ہے، جیسے صُغْرىٰ ، شُبْعىٰ (آسودہ حال عورت)۔ اور کبھی الحاق کے لیے زائد کیا جاتا ہے۔ جیسے أَرْطىٰ (ایک درخت کا نام)، اس میں "جَعْفَر" سے الحاق کے لیے الف کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(۲) الفِ مقصورہ کے لکھنے کا طریقہ: اگر الفِ مقصورہ تیسرے حرف کی جگہ ہو اور اس کی اصل واو ہو تو الف کی شکل میں لکھا جائے گا۔ جیسے العَصَا ، الرُّبَا۔ اور اگر وہ چوتھے حرف یا اس سے زائد کی جگہ ہو، یا وہ تیسرے ہی حرف کی جگہ ہو، مگر اس کی

اصل "یا" ہو تو "ی" کی شکل میں لکھا جائے گا۔ جیسے المُفْنِیٰ ، المُصْطَفیٰ ، المُسْتَشْفیٰ ، الفَتیٰ۔

(۳) اسم مقصور کا اعراب: اسمِ مقصور کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے ، مرفوع ہونے کی حالت میں تقدیری ضمّہ ، منصوب ہونے کی حالت میں تقدیری فتحہ اور مجرور ہونے کی حالت میں تقدیری کسرہ ہوتا ہے ، اور لفظ میں ہمیشہ یکساں رہتا ہے ۔ جیسے خَدَمَني الفَتیٰ (جوان نے میری خدمت کی)، دَعَوْتُ الْفَتیٰ (میں نے جوان کو بلایا)، سُرِرْتُ بِالْفَتیٰ (میں جوان سے خوش ہوا)۔ تینوں حالتوں میں تقدیری اعراب کی وجہ یہ ہے کہ اس کا آخری حرف "الف" ہوتا ہے جس پر لفظ میں کوئی حرکت نہیں آسکتی۔

2.5.4: اسم ممدود: وہ اسم معرب ہے جس کے آخر میں ہمزہ اور اس سے پہلے الفِ زائدہ ہو۔ جیسے السَّمَاء، الصَّحْرَاء.

اس تعریف پر غور کرنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ "مَاءٌ" اور "دَاءٌ" جیسے الفاظ اسم ممدود نہیں، کیوں کہ ان میں ہمزہ سے پہلے الف زائدہ نہیں، بلکہ واو کی بدلی ہوئی شکل ہے ۔ اس لیے کہ ان کی اصل "مَوَهٌ" اور "دَوَءٌ" ہے ۔

(۱) الفِ ممدودہ: وہ الف زائدہ ہے جس کے بعد ہمزہ ہو۔ بلفظ دیگر۔ اسمِ ممدود کے آخر میں جو الف آتا ہے وہ الف ممدودہ ہے ۔

(۲) اسمِ ممدود کا الف تو ہمیشہ زائد ہوتا ہے ، اور اس کا ہمزہ کبھی اصلی ہوتا ہے ۔ جیسے قُرَّاء ۔ اور کبھی کسی حرف سے بدلا ہوا ہوتا ہے ، اور کبھی زائد ہوتا ہے ۔ بدلا ہوا ہو تو کبھی اصل میں واو ہوتا ہے ۔ جیسے "سَمَاءٌ" جو کہ اصل میں "سَمَاوٌ" تھا۔ اور کبھی اصل میں "یا" ہوتا ہے ۔ جیسے "بِنَاءٌ" جو کہ اصل میں "بِنَايٌ" تھا۔

اور زائد ہونے کی صورت میں کبھی تانیث کے لیے زائد ہوتا ہے ۔ جیسے حَمْرَاءُ، اور کبھی الحاق کے لیے زائد ہوتا ہے ۔ جیسے حِرْبَاءٌ (گرگٹ)۔

(۳) اسم ممدود کا اعراب: اسمِ ممدود کا ہمزہ اگر تانیث کے لیے زائد ہو تو وہ غیر منصرف ہوتا ہے اور اس کا اعراب مرفوع ہونے کی حالت میں ضمّہ، منصوب اور مجرور ہونے کی حالت میں فتحہ ہوتا ہے۔ جیسے "هذه الفَتَاةُ بَيْضَاءُ." (یہ جواں سال عورت گوری ہے۔) "حَسِبْتُها سَوْدَاءَ." (میں نے اسے کالی سمجھا)، مَرَرْتُ بصَحْرَاءَ. (میں ایک جنگل کے پاس سے گزرا)۔

اور اگر تانیث کے لیے زائد نہ ہو تو وہ منصرف ہوگا اور اس کا اعراب مرفوع ہونے کی صورت میں ضمّہ، منصوب ہونے کی صورت میں فتحہ اور مجرور ہونے کی صورت میں کسرہ ہوتا ہے۔ جیسے أَعْجَبَني رِدَاءٌ (مجھے ایک چادر پسند آئی)، إِشْتَرَيْتُ رِدَاءً (میں نے ایک چادر خریدی)، جَلَسْتُ عَلیٰ رِدَاءٍ (میں ایک چادر پر بیٹھا)۔

2.5.5: معلومات کی جانچ:

(۱) اسم صحیح اور اسم منقوص کی تعریف کرو اور ان کا اعراب بتاؤ۔

(۲) الفِ مقصورہ کب الف کی صورت میں لکھا جائے گا اور کب "یا" کی صورت میں ؟

(۳) اَلَّذِي ، ذِيْ اور ظَبْيٌ اسم منقوص کیوں نہیں ہیں ؟

(۴) اسم ممدود کا اعراب تفصیل کے ساتھ بتائیے۔

2.6: الأسماء الموصولة (اسم موصول):

اسم موصول: اس اسم مُبْہَم کو کہتے ہیں جو اپنے بعد آنے والے جملۂ خبریہ یا شبہِ جملہ کے واسطے سے کسی معیّن چیز کو بتائے۔

اس کے بعد آنے والے جملہ یا شبہِ جملہ کو "صِلہ" کہتے ہیں۔ جیسے "أَلَّذِيْ خَطَبَ عَالِمٌ مَعْرُوْفٌ." (جس نے تقریر کی وہ

مشہور عالم ہے۔) اس مثال میں "اَلّذيْ" اسم موصول ہے اور "خَطَبَ" جملۂ خبریہ اس کا صِلَہ ہے۔

2.6.1: اسم موصول کی قسمیں:

اسم موصول کی دو قسمیں ہیں: (۱) اسم موصول خاص (۲) اسم موصول مشترک۔

اسم موصول خاص: وہ ہے جو کلام کے تقاضے کے مطابق واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر و مؤنّث ہوتا ہے۔ جیسے اَلّذيْ، اَلّتِيْ، اَللّذَانِ، اَللّتَانِ۔

اسم موصول مشترک: وہ ہے جو واحد، تثنیہ، جمع، مذکّر اور مؤنّث سب کے لیے یکساں آتا ہے۔ جیسے مَنْ ، مَا ، ذَا۔

(الف) اسم موصول خاص: اسمائے موصولہ خاصّہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱-اَلَّذِيْ: واحد مذکر کے لیے، خواہ وہ عاقل ہو یا غیر عاقل -۲-اَللَّذَانِ وَ اللّذَيْنِ: تثنیہ مذکر کے لیے۔ اَللّذَانِ رفع کی حالت میں اور اَللّذَيْنِ نصب و جر کی حالت میں استعمال کیا جاتا ہے -۳-اَلّذِيْنَ: جمع مذکر عاقل کے لیے۔ یہ اعراب کی تینوں حالتوں میں یکساں استعمال کیا جاتا ہے -۴-اَلّتِيْ: واحد مؤنّث کے لیے، خواہ عاقل ہو یا غیر عاقل -۵-اَللّتَانِ، اللّتَيْنِ: تثنیہ مؤنّث کے لیے، اَللّتَانِ حالتِ رفع میں اور اَللّتَيْنِ حالتِ نصب اور حالتِ جر میں استعمال کیا جاتا ہے -۶-اَللَّاتِيْ ، اَللَّوَاتِيْ، اَللَّائِيْ، اَللَّاءِ : یہ سب جمع مؤنّث کے لیے استعمال ہوتے ہیں، خواہ عاقل ہو یا غیر عاقل -۷-اَلْأُلٰی: جمع مذکر و مؤنّث، عاقل و غیر عاقل سب کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے فَازَ التَّلَامِيْذُ الْأُلٰى اجْتَهَدُوْا ، فَازَتِ التِلْمِيْذَاتُ الْأُلٰى اجْتَهَدْنَ، اِقْرَءِ الكتبَ الْأُلٰى تَنْفَعُكَ.

(ب) اسم موصول مشترک: اسمائے موصولہ مشترکہ درج ذیل ہیں:

مَنْ ، مَا، أَيٌّ ، ذَا ، ذُو، أَلْ.

۱ -مَنْ: یہ عموماً عاقل کے لیے آتا ہے۔ جیسے اِقْبَلْ عُذْرَ مَنِ اعْتَذَرَ إِلَيْكَ. (اس کی معذرت قبول کر جو تجھ سے معذرت کرے۔)

۲-مَا: یہ غیر عاقل کے لیے آتا ہے۔ جیسے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا مَا فَرَطَ مِنَّا. (اے اللہ! وہ غلطی بخش دے جو بے سوچے سمجھے مجھ سے صادر ہو گئی۔)

فائدہ: مذکورہ بالا حکم اکثری ہے، کُلّی نہیں ہے، کیوں کہ مَنْ "کبھی غیر عاقل کے لیے اور "مَا" عاقل کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم ہے : " وَ اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ ؕ." [النور: ٤٥] اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے: " فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ." [النساء : ۳]

۳-أَيٌّ: یہ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس کی مؤنّث "أَيَّةٌ" ہے۔ یہ دو شرطوں کے ساتھ ضمّہ پر مبنی ہوتا ہے: (۱) معرفہ کی طرف مضاف ہو۔ (۲) اس کے صلہ کی ابتدا میں واقع ہونے والی ضمیر محذوف ہو۔ جیسے آیتِ کریمہ: "ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۚ﴿۶۹﴾" [مریم: ٦٩]، کیوں کہ یہ اصل میں "أَيُّهُمْ هُوَ أَشَدُّ" ہے۔

در اصل اس کے استعمال کی چار صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ یہ مضاف ہو اور صلہ کا پہلا جز محذوف ہو۔ جیسے مذکورہ بالا آیت کریمہ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ یہ مضاف ہو اور صلہ کا پہلا جز لفظ میں مذکور ہو۔ جیسے "يَسُرُّنِيْ أَيُّهُمْ هُوَ مُؤَدَّبٌ." (مجھے

اس سے خوشی ہوتی ہے جو باادب ہے۔)

تیسری صورت یہ ہے کہ یہ مضاف نہ ہو اور صلہ کا پہلا جز مذکور ہو۔ جیسے "يَسُرُّنِيْ أَيٌّ هُوَ مُؤَدَّبٌ."

چوتھی صورت یہ ہے کہ یہ نہ مضاف ہو اور نہ صلہ کا پہلا جز مذکور ہو۔ جیسے "يَسُرُّنِيْ أَيٌّ هُوَ مُؤَدَّبٌ."

ان میں سے پہلی صورت میں یہ ضمّہ پر مبنی ہے اور بقیہ تینوں صورتوں میں معرب ہے۔

• "أَيٌّ" میں اصل کے لحاظ سے بہت ابہام ہوتا ہے، اس لیے معرفہ کی طرف اس کی اضافت ضروری ہے، تاکہ اس کا ابہام دور ہو اور یہ معرفہ ہو جائے۔ • اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا عامل فعلِ مستقبل ہو جو اس سے پہلے آئے اور اس کا صلہ فعل ماضی نہ ہو۔ اس کے عامل کا پہلے آنا اس لیے ضروری ہے تاکہ اس میں اور "أَيٌّ" شرطیہ و استفہامیہ میں امتیاز ہو جائے۔ کیوں کہ ان دونوں کے لیے جملے کی ابتدا میں آنا اور عامل کا مؤخّر ہونا لازم ہوتا ہے۔

۴-ذَا: یہ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے آتا ہے، یہ اس وقت اسم موصول ہوتا ہے جب "مَنْ" یا "مَا" استفہامیہ کے بعد آئے اور اشارہ کے لیے نہ ہو۔[1] اور نہ ہی ان میں سے کسی کے ساتھ مرکب ہے۔ جیسے مَنْ ذَا لَقِيْتَ؟ (کون ہے جس سے تو نے ملاقات کی؟) ومَاذَا فَعَلْتَ؟ (کیا ہے وہ جو تو نے کیا؟)

۵-ذُوْ: یہ صرف قبیلۂ بنی طے کی زبان میں "اَلَّذِیْ" کے معنی میں اسم موصول ہوتا ہے۔ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ہر حالت میں واوِ ساکن پر مبنی ہوتا ہے۔ اور واحد، تثنیہ، جمع سب کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے، جیسے عربی شاعر "سنان طائی" کا درج ذیل شعر:

فَإِنَّ الْمَـاءَ مَـاءُ أَبِيْ وَجَــدِّيْ
وَبِئْرِيْ ذُوْ حَفَرْتُ وَ ذُوْ طَوَيْتُ

۶-أَلْ: یہ عاقل اور غیر عاقل دونوں کے لیے آتا ہے۔ اور اس شرط کے ساتھ اسم موصول ہوتا ہے کہ یہ کسی صریح اسم صفت (یعنی اسم فاعل، اسم مفعول یا اسم مبالغہ) پر داخل ہو، جیسے "أَقْبَلَ الشَّاكِرُ وَالمَشْكُوْرُ وَالشَّكُوْرُ." اس کے بعد آنے والے صفت کے صیغے جملے کے درجے میں ہوتے ہیں۔ لہذا الشَّاكِرُ کا معنی ہے: أَلْ شَكَرَ. "اَلْمَشْكُوْرُ کا معنی ہے: "أَلْ شُكِرَ." اور الشَّكُوْرُ کا معنی ہے: "أَلْ يَشْكُرُ كَثِيْراً."

2.6.2: صِلہ، عائد، محلِّ اعراب:

(الف) صِلہ: وہ جملہ خبر یہ ہے جو اسم موصول کے بعد آئے اور اس کے بغیر اسم موصول کا معنیٰ مکمل نہ ہو۔ اس جملے کے لیے کوئی محل اعراب نہیں۔

(ب) عائد: صلہ میں اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر ہوتی ہے، اسی کو "عائد" کہا جاتا ہے۔ اسمِ موصولِ خاص کی طرف لوٹنے والی ضمیر کے لیے ضروری ہے کہ واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث ہونے میں اسمِ موصول کے مطابق ہو۔ جیسے أَكْرِمِ الَّذِيْ كَتَبَ، أَكرِمِ اللَّذَيْنِ كَتَبَا، أَكْرِمِ الَّذِيْنَ كَتَبُوْا، أَكْرِمِ الَّتِيْ كَتَبَتْ، أَكْرِمِ اللَّتَيْنِ كَتَبَتَا، أَكْرِمِ اللَّاتِيْ كَتَبْنَ."

(ا) اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر ذا کے بعد اسم آئے تو یہ اسم اشارہ ہوتا ہے، جیسے "مَنْ ذَا الرجلُ؟" (یہ آدمی کون ہے؟) "مَاذَا العملُ." (یہ کام کیا ہے؟) کیوں کہ موصول کے لیے صلہ ضروری ہے اور صلہ جملہ یا شبہ جملہ ہی ہوتا ہے، اسم مفرد نہیں ہوتا۔ اور اگر اس کے بعد فعل آئے تو یہ اسم موصول ہوتا ہے، کیونکہ فعل، صلہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے، اور مشارالیہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

اور اسم موصول مشترک کی طرف لوٹنے والی ضمیر میں دو صورتیں جائز ہیں:

(ا)اسم موصول کے لفظ کی رعایت کرتے ہوئے ہر صورت میں واحد مذکر کی ضمیر لائی جائے اور زیادہ تر یہی صورت استعمال میں آتی ہے۔جیسے أَكْرِمْ مَنْ هَذَّبَكَ.

(۲) اسم موصول کے معنیٰ کی رعایت کرتے ہوئے واحد، تثنیہ،جمع،مذکّراور مؤنّث ہونے میں ضمیر اس کے مطابق لائی جائے۔

لیکن اگر لفظ کی رعایت کرنے میں معنیٰ کے اعتبار سے التباس و اشتباہ ہوتا ہو تو معنی کی رعایت واجب ہوگی۔ جیسے" تَصَدَّقْ عَلى مَنْ سَأَلَتْكَ."(اس خاتون کو صدقہ دے جس نے تجھ سے صدقہ مانگا ہو)،"أَكْرِمْ مَنْ زَارَكَ، لا مَنْ زَارَتْكَ."(اس شخص کی عزت افزائی کر جس نے تجھ سے ملاقات کی،اس خاتون کی نہیں جس نے تجھ سے ملاقات کی ہے۔)

(ج)اسم موصول کا محلِّ اعراب، مواقعِ استعمال کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے،کبھی وہ محلِّ رفع میں ہوتا ہے۔ جیسے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى."[الأعلىٰ:١٤]کبھی محلِّ نصب میں ہوتا ہے۔أَحْبِبْ مَنْ يُحِبُّ الْخَيْرَ." اور کبھی محلِّ جر میں ہوتا ہے۔جیسے "جُدْ بِمَاتَجِدُ."

(د)صلہ کا اسم موصول کے بعد آنا واجب ہے، نہ تو پورے صلہ کو اسم موصول سے پہلے لایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کے کسی جُز کو۔

(ہ)اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کو صلہ سے حذف کرنا جائز ہے،جب کہ التباس کا اندیشہ نہ ہو۔جیسے ارشاد باری تعالیٰ:"وَيَعْلَمُ مَاتُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ."[التغابن:۴]یہ اصل میں"مَا تُسِرُّوْنَه وَمَا تُعْلِنُوْنَ."ہے۔

2.6.3 :معلومات کی جانچ:

(ا)اسم موصول اور صلہ کی تعریف کرتے ہوئے اسم موصول کی قسمیں بتائیے۔

(۲)اسم موصول مشترک کسے کہتے ہیں، اور کون کون سے ہیں؟

(۳)"أَيّ"کے معرب اور مبنی ہونے کی صورتیں مثالوں کے ساتھ بیان کیجیے۔

(۴)"عائد"کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے احکام کیا ہیں؟

2.7 :أسماء الاستفهام (اسمائے استفہام)

"اِسْتِفْہام"باب استفعال کا مصدر ہے جس کا لغوی معنی ہے :کسی سے کوئی چیز دریافت کرنا،کسی چیز کے بارے میں معلومات دینے کی درخواست کرنا۔اور"جن کلمات کے ذریعے کسی سے کوئی شے دریافت کی جاتی ہے انھیں "کلمات استفہام" یا "ادواتِ استفہام"کہاجاتاہے۔"

2.7.1: ادواتِ استفہام تیرہ ہیں:

ا- همزۂ مفتوحه یعنی "أَ" -۲- هَلْ -۳-مَنْ -۴- مَنْ ذَا -۵-مَا -۶- مَاذَا -۷-مَتىٰ -۸-أَيَّانَ -

۹-أَیْنَ -۱۰-کَیْفَ -۱۱-أَنّٰی -۱۲-کَمْ -۱۳-أَيٌّ.

ان میں پہلے دو حرف ہیں، اور باقی گیارہ اسم ہیں۔ ہمیں یہاں انھی گیارہ اسماے استفہام کے بارے میں جاننا ہے۔

2.7.1: تمام کلماتِ استفہام کا کلام کی ابتدا میں آنا ضروری ہے، اور جس جملے پر یہ داخل ہوتے ہیں اس کے کسی جُزکا ان سے پہلے لانا صحیح نہیں۔

2.7.3: اسماے استفہام کے معانی اور احکام:

مذکورہ بالا گیارہ اسماے استفہام کے معانی اور کچھ احکام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱-۲) مَنْ ، مَنْ ذَا : (کون، کس)، ان دونوں کے ذریعے ذوی العقول کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے ''مَنْ اکْتَشَفَ أَمِیْرِکَا؟'' (امریکا کا سراغ کس نے لگایا؟)، ''مَنْ ذَا قَادِمٌ؟'' (کون آنے والا ہے؟)

(۳-۴) مَا ، مَاذَا : (کیا چیز، کس چیز، کیا)، اِن کے ذریعے غیر ذوی العقول کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے ''مَا اسْمُكَ؟'' (تیرا نام کیا ہے؟)، '' مَا أَکَلْتَ؟'' (تو نے کیا چیز کھائی؟ تو نے کیا کھایا؟)، ''مَاذَا أَقْلَقَكَ؟'' (کس چیز نے تجھے پریشان کیا؟)

فائدہ: کبھی مَنْ ، مَا، مَنْ ذَا اور مَاذَا پر لام حرف جر داخل کر دیا جاتا ہے؟ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ: ''لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ؟'' (آج کس کی بادشاہی ہے؟)، ''یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَ قَدْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ إِلَیْکُمْ.'' [الصف: ۵] (اے میری قوم! مجھے کیوں ستاتے ہو، حالاں کہ تم جانتے ہو کہ میں تمھاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔)، ''لِمَا ذَا تَأَخَّرَ هٰؤُلاءِ الْمُسَافِرُوْنَ عَنْ مَوْعِدِ الْقِطَارِ؟'' (یہ مسافر، ٹرین کے وقت سے لیٹ کیوں ہوے؟)

مَا اور مَنْ پر لام کے علاوہ عَنْ ، مِنْ ، ب ، فِي وغیرہ حروفِ جارّہ بھی حسب موقع داخل ہوتے ہیں۔ اور ''مَا'' پر جب کوئی حرف جر آتا ہے تو ''مَا'' کا الف گر جاتا ہے، جیسے ''عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ'' [النبا:۱] (یہ آپس میں کس چیز کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں؟)

(۵) مَتٰی : (کب، کس وقت)، اس کے ذریعہ زمانۂ ماضی اور زمانۂ مستقبل کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، جیسے ''مَتٰی لَقِیْتَ عَاصِمًا؟'' (تو نے عاصم سے کب ملاقات کی؟) ''مَتٰی تَذْهَبُ إِلٰی مَکَّةَ؟'' (تو مکّہ کب جائے گا؟) اس پر کبھی ''إِلٰی'' یا ''حَتّٰی'' جارّہ بھی آتا ہے۔ جیسے ''إِلٰی مَتٰی تَنْتَظِرُ الْقِطَارَ؟'' (تو کب تک ٹرین کا انتظار کرے گا؟)، ''حَتّٰی مَتٰی یَبْقَی الضَّالُّ فِيْ ضَلالَتِه؟'' (گمراہ اپنی گمراہی میں کب تک رہے گا؟)

(٦) أَیَّانَ : (کب، کس وقت) اس کے ذریعہ زمانۂ مستقبل کے بارے میں دریافت کیا جاتا ہے، جیسے ''أَیَّانَ یَبْدَأُ الْاِمْتِحَانُ؟'' (امتحان کب شروع ہوگا؟)

(۷) أَیْنَ : (کہاں، کس جگہ) اس کے ذریعہ کسی شَے کی موجودگی کی جگہ معلوم کی جاتی ہے، جیسے ''أَیْنَ أَخُوْكَ؟'' (تیرا بھائی کہاں ہے؟)، ''أَیْنَ تَتَعَلَّمُوْنَ؟'' (تم لوگ کہاں تعلیم حاصل کرتے ہو؟)

(۸) کَیْفَ : (کیسا، کیسے، کس طرح، کس حال میں، کیا) یہ کسی شے کی حالت اور کیفیت کے متعلّق سوال کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ''کَیْفَ أَبُوْكَ؟'' (تیرے کے والد کیسے ہیں؟)، ''کَیْفَ أَنْتُمْ؟'' (تم لوگ کس حال میں ہو؟)

(۹) أَنّٰی : (کہاں سے، کیسے، کب) اس کے ذریعہ کسی جگہ کے بارے میں دریافت کیا جاتا ہے، جیسے ''قَالَ یٰمَرْیَمُ أَنّٰی لَكِ هٰذَا'' [آل عمران:۳۷] (کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟) اور کبھی یہ کَیْفَ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے،

جیسے ”أَنّٰى يَنْتَصِرُ الْعَرَبُ وَ هُمْ أَشْتَاتٌ ؟“ (عرب کیسے کامیاب ہوں گے جب کہ وہ منتشر ہیں؟)اور کبھی مَتٰی کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے ”أَنّٰى اسْتَيْقَظْتَ ؟“ (تو کب بیدار ہوا؟)

(۱۰) كَمْ :(کتنا، کتنے، کتنی)اس کے ذریعہ کسی مبہم شے کی گنتی جاننے کے لیے سوال کیا جاتا ہے۔ جیسے ”كَمْ رَجُلاً سَافَرَ ؟“ (کتنے آدمیوں نے سفر کیا؟)، اس کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے، جیسے کہ مذکورہ مثال میں آپ نے دیکھا۔ اس سے پہلے حرفِ جر اور مضاف کے علاوہ کوئی چیز نہیں آسکتی۔ جیسے ”بِكَمْ دِرْهَمًا اشْتَرَيْتَ هٰذَا الْكِتَابَ ؟“ (یہ کتاب تو نے کتنے درہم میں خریدی؟) ، ”مُمَثِّلُوْ كَمْ دَوْلَةً فِيْ الْمُؤْتَمَرِ الْعَالَمِيْ ؟“ (کتنے ملکوں کے نمائندے عالمی کانفرنس میں شریک ہوئے؟)

(۱۱) أَيّ :(کون، کس، کیا چیز)اس کے ذریعے کسی شے کی تعیین مطلوب ہوتی ہے۔ جیسے ”أَيُّ رَجُلٍ جَاءَ؟“ (کون آدمی آیا؟) یہ جب استفہام کے لیے آتا ہے تو بہر حال معرب ہوتا ہے، اسمائے استفہام میں اس کے علاوہ کوئی معرب نہیں۔

یہ کبھی مبتدا بنتا ہے تو مرفوع ہوتا ہے جیسے سابقہ مثال میں۔ کبھی مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے جیسے ”أَيَّ كِتَابٍ اشْتَرَيْتُمْ ؟“ (تم لوگوں نے کون سی کتاب خریدی؟)اور کبھی اس پر حرفِ جر داخل ہوتا ہے یا مضاف الیہ بنتا ہے تو مجرور ہوتا ہے، جیسے ”مِنْ أَيِّ بَلَدٍ أَنْتَ ؟“ (تو کس ملک کا ہے؟)، ”رَئِيسُ أَيِّ بَلَدٍ يَزُوْرُ الهندَ؟“ (کس ملک کا صدر ہندوستان کا دورہ کرے گا؟)۔

2.6.3 :معلومات کی جانچ:

---

(۱)استفہام اور اسمائے استفہام سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟

(۲)اسمائے استفہام کتنے اور کون کون ہیں؟

(۳)مَنْ اور مَا استفہامیہ کے معانی اور استعمال کے طریقے بیان کیجیے۔

(۴)كَمْ استفہامیہ کے بارے میں اپنی معلومات بیان کیجیے۔

(۵)أَيّ استفہامیہ کا معنی اور اعراب مثالوں کے ساتھ بیان کیجیے۔

2.8 :أسماء الإشارة (اسمائے اشارہ)

2.8.1: گفتگو کے دوران جب کسی مخصوص اور معیّن شے کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے تو اس کے لیے مخصوص الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے ”وہ بکری بیٹھی ہے۔ یہ آدمی کھڑا ہے۔ اُس طالب علم نے سبق یاد کر لیا۔ اِس بچّی نے دودھ پیا۔“ ان جملوں میں ”وہ، یہ، اُس، اِس“ اردو میں اسمِ اشارہ ہیں۔ اور ”بکری، آدمی، طالب علم اور بچّی“ مُشار الیہ ہیں۔

اِسی طرح عربی زبان میں بھی اشارے کے لیے کچھ مخصوص الفاظ آتے ہیں جنھیں ”اسمائے اشارہ“ کہا جاتا ہے۔ اور ان سے جن چیزوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے انھیں ”مُشار الیہ“ کہا جاتا ہے۔ جیسے ”هٰذَا التِّلْمِيْذُ“ (یہ طالب علم)، ”ذٰلِكَ الكِتَابُ“ (وہ کتاب)، ”هٰذِهِ الْمَحَطَّةُ“ (یہ اسٹیشن)، ”تِلْكَ الْبَرَّادِيَّةُ“ (وہ واٹر کولر)۔ ان مثالوں میں هٰذا ، ذٰلِكَ ، هٰذِهِ اور تِلْكَ اسمِ اشارہ ہیں، اور اَلتِّلْمِيْذُ، اَلكِتَابُ ، اَلمَحَطَّةُ ، اَلْبَرَّادِيَّةُ مشار الیہ ہیں۔ عربی زبان میں اسمائے اشارہ کی تفصیل درج ذیل نقشے سے واضح ہوتی ہے:

جمع	تثنیہ	واحد	
أُولَاءِ ، أُولٰی	ذَانِ ، ذَیْنِ	ذَا	**مذکر**
أُولَاءِ ، أُولٰی	تَانِ ، تَیْنِ	تَا، تِيْ ، تِهْ ، تِهِ ، تِہٖ ، ذِهْ ، ذِهِ ، ذِہٖ	**مؤنّث**

2.8.2: ان میں ذَانِ اور تَانِ حالت رفع میں استعمال ہوتے ہیں اور ذَیْنِ ، تَیْنِ حالت نصب و جر میں استعمال کیے جاتے ہیں۔— أُولَاءِ اور أُولٰی جمع کے لیے آتے ہیں، خواہ مذکّر ہو یا مؤنّث، یوں ہی وہ عاقل کی جمع ہو۔ جیسے "أُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ أُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ."[البقرة:٥] یا غیر عاقل کی۔ جیسے "إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ أُوْلٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلاً."[الإسراء:٣٦] لیکن زیادہ تر اس سے عُقلا کی طرف اشارہ ہوتا ہے، اور غیر عُقلا کے لیے "تِلْكَ" استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے "وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ."[آل عمران: ١٤٠]

2.8.3: أُولَاء اور أُولٰی کا واو، صرف لکھنے میں آتا ہے، پڑھنے بولنے میں نہیں آتا۔ جیسے فارسی میں خُورد اور خواجہ کا واو۔

2.8.4: اوپر کے نقشے میں جو اسما ذکر کیے گئے ہیں وہ اصل اسماے اشارہ ہیں۔ ان کے ساتھ تین حروف استعمال کیے جاتے ہیں:

(١) "ھا": اس کو ہاے تنبیہ کہتے ہیں۔ (٢) "کاف": اسے کافِ خطاب کہا جاتا ہے۔ (٣) "لام": اس کو لامِ تبعید کہتے ہیں۔

(الف) جو اسماے اشارہ کافِ خطاب اور لامِ تبعید سے خالی ہوتے ہیں وہ قریب کی کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، خواہ ان کے ساتھ ہاے تنبیہ لگی ہوئی ہو، یا نہ لگی ہوئی ہو۔ جیسے ذَا ، هٰذَا ، ذَانِ ، هٰذَانِ ، تَانِ ، هَاتَانِ ، أُولَاءِ ، هٰؤُلَاءِ.

(ب) جن اسماے اشارہ کے ساتھ کافِ خطاب لگا ہوتا ہے وہ درمیان کی کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ خواہ وہ ہاے تنبیہ کے ساتھ ہوں۔ جیسے هٰذاك ، هَاتِيْكَ الخ، یا ہاے تنبیہ کے بغیر ہوں۔ جیسے ذَاكَ ، تِيْكَ ، ذَانِكَ ، تَانِكَ ، أُوْلَاكَ.

(ج) اور جن اسماے اشارہ کے آخر میں لام تبعید اور کافِ خطاب دونوں آتے ہیں وہ دور کی کسی چیز کی طرف اشارہ کے لیے آتے ہیں۔ جیسے ذٰلِكَ ، تِلْكَ — اور اسم اشارہ تثنیہ نونِ مشدّد کے ساتھ صرف بعید کے لیے آتا ہے۔ جیسے ذَانِّكَ ، تَانِّكَ. اسی طرح أُولٰئك بھی مشار الیہ بعید کے لیے آتا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ مشار الیہ کی نزدیکی اور دوری کے اعتبار سے اسماے اشارہ کے تین مراتب ہیں: (١) اسم اشارہ قریب (٢) اسم اشارہ متوسّط (٣) اسم اشارہ بعید۔

2.8.5: اوپر بتایا گیا کہ مشار الیہ کے بعید ہونے کو بتانے کے لیے اسم اشارہ میں لامِ تبعید آتا ہے۔ لیکن یہ لام درج ذیل صورتوں میں نہیں آتا ہے:

(١) تثنیہ والے اسم اشارہ کے ساتھ۔ (٢) أُولَاءِ کے ساتھ جو جمع کے لیے آتا ہے۔ لیکن "أُولٰی" الف مقصورہ کے ساتھ ہو تو لام کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہے۔ مثلاً "أُولَاكَ أَصْدِقَائِيْ." اور "أُولَالِكَ أَصْدِقَائِيْ." دونوں طرح صحیح ہے۔ (٣) واحد مؤنّث کے ان اسماے اشارہ میں جن میں کافِ خطاب نہیں آتا۔ وہ یہ ہیں: ذِهْ ، ذِهِ ، ذِہٖ ، تِهْ ، تِهِ ، تِہٖ۔ (٤) ہر وہ اسم اشارہ جس کے ساتھ ہاے تنبیہ لگی ہوئی ہو۔

2.8.6: ہاے تنبیہ اور اسم اشارہ کے درمیان مشار الیہ کی ضمیر لانا جائز ہے۔ جیسے هَا أَنَا ذَا، هَا أَنْتِ ذِيْ ، هَا أَنْتُما ذَانِ ، هَا نَحْنُ تَانِ ، هَا نَحْنُ أُوْلَاءِ . یہی بہتر اور زیادہ فصیح ہے، اور قرآن کریم میں بھی وارد ہے۔ جیسے "هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّوْنَكُمْ

وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ." [آل عمران : ۱۱۹] اور کافِ تشبیہ کا بھی دونوں کے درمیان آنا شائع وذائع ہے۔ جیسے ھٰکَذَا.

2.8.7: اسم اشارہ مشار الیہ کی حالت بتاتا ہے، اس لیے واحد، تثنیہ، جمع، مذکّر اور مؤنّث ہونے میں وہ مشار الیہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اور کافِ خطاب مُخاطَب کی حالت بتاتا ہے، اس لیے وہ مخاطب کی حالت کے مطابق واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر ومؤنّث ہوتا ہے۔
مثال کے طور پر درج ذیل قرآنی آیات میں اس کا استعمال غور سے دیکھو:

- ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ. — اس میں مشار الیہ اور مخاطب دونوں واحد مذکر ہیں۔
- ذٰلِكُمُ اللهُ رَبُّكُمْ. — اس میں مشار الیہ واحد مذکر اور مخاطب جمع مذکر ہے۔
- فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ. — اس میں مشار الیہ واحد مذکر اور مخاطب جمع مؤنّث ہے۔
- فَذٰنِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَّبِّكَ. — اس میں مشار الیہ تثنیہ مذکر اور مخاطب واحد مذکر ہے۔

قرآن کریم میں اس طرح کی اور بہت سی مثالیں ہیں۔

2.8.8: کسی جگہ کی طرف اشارہ کرنے کے لیے دو اسم اشارہ آتے ہیں: (۱) هُنا (۲) ثَمَّ.

"هُنَا" کی ابتدا میں کبھی ہاے تنبیہ لگاتے ہیں تو یہ "هٰهُنا" ہوجاتا ہے۔ یہ دونوں حالتوں میں قریب کی جگہ کی طرف اشارہ کے لیے آتا ہے۔ کبھی اس کے آخر میں کافِ خطاب لگادیتے ہیں تو یہ "هُنَاكَ" ہوجاتا ہے اور درمیانی جگہ کی طرف اشارے کے لیے آتا ہے جو نہ دور ہو، نہ نزدیک۔

اور کبھی اس کے آخر میں لامِ تبعید اور کافِ خطاب لگادیتے ہیں تو "هُنَالِكَ" بن جاتا ہے اور دور کی جگہ کی طرف اشارے کے لیے آتا ہے۔ اسی طرح "ثَمَّ" اور "ثَمَّةَ" بھی دور کی جگہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

2.8.9: معلومات کی جانچ:

---

(۱) اسماے اشارہ کتنے اور کون کون ہیں؟

(۲) اسمِ اشارہ کے ساتھ ہاے تنبیہ، یا کافِ خطاب یا کاف اور لام دونوں لگے ہوں تو وہ کس کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں؟

(۳) کن صورتوں میں اسماے اشارہ کے ساتھ لام تبعید نہیں آتا؟

(۴) ذٰلِكَ، ذٰلِكِ، ذٰلِكُمْ اور ذٰلِكُنَّ کے درمیان کیا فرق ہے؟

(۵) اسماے اشارہ براے مکان کون کون ہیں؟ وضاحت کے ساتھ بتائیے۔

2.9: أسماء الكناية (اسماے کنایہ)

2.9.1: اسمِ کنایہ: وہ اسم ہے جس کے ذریعے مبہم عدد، یا مُبہم بات اور کام بیان کیا جائے۔ جیسے كَمْ ، كَذَا ، كَيْتَ ، ذَيْتَ — اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) عدد سے کنایہ (۲) بات اور کام سے کنایہ۔

2.9.2: بات سے کنایہ: مبہم بات کو بتانے اور بیان کرنے کے لیے دو اسم آتے ہیں: ۱-كَيْتَ -۲-ذَيْتَ. لیکن ذَيْتَ کبھی مبہم کام کو بتانے کے لیے بھی آتا ہے۔ یہ دونوں تنہا تنہا استعمال نہیں ہوتے، بلکہ مکرّر ہوکر استعمال ہوتے ہیں، زیادہ تر عطف کے طور پر اور کبھی بغیر عطف کے۔ جیسے قُلْتُ كَيْتَ وَكَيْتَ (میں نے ایسا ایسا کہا)۔ • قُلْتُ ذَيْتَ و ذَيْتَ • قُلْتُ كَيْتَ كَيْتَ • قُلْتُ ذَيْتَ ذَيْتَ. سب کا ترجمہ وہی ہوگا جو گزر چکا۔ • فَعَلْتُ ذَيْتَ وَذَيْتَ • فَعَلْتُ ذَيْتَ ذَيْتَ. (میں نے ایسا ایسا کیا۔)

2.9.3: عدد سے کنایہ: عدد مبہم کو بتانے کے لیے تین اسم آتے ہیں:

۱-كَمْ -۲-كَأَيِّنْ -۳-كَذَا. — ان کے بارے میں کچھ تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) كَمْ: اس کی دو قسمیں ہیں: استفہامیہ۔ خبریہ۔

۱-کم استفہامیہ: اس کے ذریعے کسی معدودِ مبہم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے، اور سوال کا مقصد اس کی تعداد کی جان کاری لینا ہوتا ہے۔ جیسے "كَمْ رَجُلاً سَافَرَ؟" (کتنے آدمیوں نے سفر کیا؟)

- اس کی تمیز عموماً مفرد اور منصوب ہوتی ہے۔ لیکن جب "كَمْ" پر کوئی حرف جر داخل ہو تو تمیز سے پہلے "مِنْ" جارّہ کے مقدّر ہونے کی وجہ سے اس کو مجرور کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے "بِكَمْ رُوْبِيَةٍ اِشْتَرَيْتَ هٰذِهِ الدَّارَ؟" (یہ گھر تم نے کتنے روپے میں خریدا؟)، اس صورت میں تمیز سے پہلے "مِنْ" کو لفظ میں لانا بھی جائز ہے۔ جیسے "بِكَمْ مِنْ رُوْبِيَةٍ اِشْتَرَيْتَ هٰذِهِ الدَّارَ؟" مگر تمیز کو منصوب لانا بہتر ہے۔
- کم استفہامیہ اور اس کی تمیز کے درمیان کسی اور لفظ کو لانا بھی جائز ہے، اور یہ لفظ عموماً شبہ جملہ (ظرف یا جار ومجرور) ہوتا ہے۔ جیسے "كَمْ عِنْدَكَ كِتَاباً؟" (تمھارے پاس کتنی کتابیں ہیں؟)، "كَمْ فِيْ الدَّارِ رَجُلاً؟" (گھر میں کتنے آدمی ہیں؟)۔ كَمْ کی خبر یا كَمْ کا عامل درمیان میں کم ہی آتا ہے۔ جیسے "كَمْ جَاءَكَ رَجُلاً؟" (کتنے مرد تمھارے پاس آئے؟)، "كَمْ اشْتَرَيْتَ كِتَاباً" (تم نے کتنی کتابیں خریدیں؟)
- جب قرینہ پایا جائے اور اشتباہ کی صورت نہ ہو تو اس کی تمیز کا حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جیسے "كَمْ مَالُكَ؟" یعنی "كَمْ رُوْبِيَةً مَالُكَ؟" یا۔ "كَمْ دِرْهَماً/ دِيْنَاراً مَالُكَ؟"

۲-كَمْ خبریہ: یہ ابہام کے ساتھ کسی شے کی تعداد کی کثرت کو بتاتا ہے۔ جیسے "كَمْ كِتَابٍ دَرَسْتُ." (میں نے کتنی /بہت سی کتابیں پڑھیں)

- اس کی تمیز مفرد اور نکرہ ہوتی ہے جو اس کا مضاف الیہ ہونے یا "مِنْ" حرفِ جر کے اس پر داخل ہونے کی وجہ سے مجرور ہوتی ہے، جیسے كَمْ مَدِيْنَةٍ زُرْتُ، كَمْ مِنْ مَدِيْنَةٍ زُرْتُ. (میں نے کتنے/بہت سے شہروں کا دورہ کیا)۔ اور کبھی اس کی تمیز جمع اور نکرہ ہوتی ہے اور اس صورت میں بھی مجرور ہوتی ہے۔ جیسے "كَمْ عُلُوْمٍ أَعْرِفُ." (میں کتنے/بہت سے علوم جانتا ہوں)۔
- كَمْ استفہامیہ ہی کی طرح كَمْ خبریہ اور اس کی تمیز کے درمیان کسی اور لفظ کو لانا بھی جائز ہے جو عموماً ظرف یا جار ومجرور ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں اس کی تمیز کو منصوب کرنا، یا اس پر "مِنْ" داخل کرنا واجب ہوتا ہے۔ جیسے "كَمْ عِنْدِيْ دِرْهَماً." (میرے پاس بہت سے/کتنے درہم ہیں)، "كَمْ فِيْ الْهِنْدِ حِزْباً سِيَاسِيّاً." (ہندوستان میں کتنی/بہت سی سیاسی پارٹیاں ہیں)۔ یا۔ "كَمْ عِنْدَكَ مِنْ دِرْهَمٍ". "كَمْ فِيْ الْهِنْدِ مِنْ حِزْبٍ سَيَاسِيٍّ."
- كَم استفہامیہ ہی کی طرح كَم خبریہ بھی جملے کے شروع میں آتا ہے اور حرفِ جر اور مضاف کے علاوہ کسی اور لفظ کو اس سے پہلے لانا جائز نہیں۔ جیسے "إِلٰى كَمْ مَدِيْنَةٍ سَافَرْتُ!" (میں نے کتنے شہروں کا سفر کیا) "خُطْبَةَ كَمْ خَطِيْبٍ سَمِعْتُ." (کتنے مقرّروں کی تقریر میں نے سنی)۔

(ب) كَأَيِّنْ: یہ كَم خبریہ ہی کی طرح ابہام کے ساتھ کثرت کا معنی دیتا ہے، جملے کے شروع میں آتا ہے۔ لیکن یہ ماضی کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ مضارع کے ساتھ بھی آتا ہے۔ جیسے "كَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ." [الطلاق:۸] (کتنی بستیوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی)۔ "كَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لاتَحْمِلُ رِزْقَهَا." [العنکبوت: ٦٠] (اور بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں رکھتے۔) اس کی تمیز ہمیشہ "مِنْ" حرفِ جر کے ذریعے مجرور ہوتی ہے۔ كَأَيِّنْ پر کوئی حرفِ جر داخل نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی اسم اس کا مضاف بنتا ہے۔

(ج) كَذَا: یہ عدد مبہم سے کنایہ کے لیے آتا ہے، خواہ وہ عدد قلیل ہو یا کثیر۔ یہ تنہا بھی استعمال ہوتا ہے اور مکرّر ہو کر بھی۔ مگر مکرّر ہو کر زیادہ استعمال ہوتا ہے، اور اس کی تمیز لازمی طور پر نکرہ اور منصوب ہوتی ہے۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

"اِشْتَرَيْتُ كَذَا كِتَاباً وَكَذَا قَلَماً." (میں نے کتنی کتابیں اور اتنے اتنے قلم خریدے)، "كَتَبْتُ كَذَا وكَذَا مَقَالَةً." (میں نے اتنے اتنے مضامین لکھے)۔

اور کبھی یہ غیر عدد سے کنایہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے "قُلْتُ لَهٗ كَذَا وكَذَا حَدِيْثاً." (میں نے اس سے یہ یہ۔ یا۔ ایسی ایسی باتیں کہیں)۔

2.9.4: معلومات کی جانچ:

(۱) اسم کنایہ کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۲) "كَيْتَ" اور "ذَيْتَ" کا معنی اور طریقۂ استعمال کیا ہے؟

(۳) "كَمْ" استفہامیہ کسے کہتے ہیں اور اس کی تمیز کیسی ہوتی ہے؟

(۴) "كَأَيِّنْ" کے بارے میں اپنی معلومات بیان کیجیے۔

(۵) "كَذَا" کس معنی کے لیے آتا ہے اور کس طرح استعمال کیا جاتا ہے؟

2.10: أسماء الأفعال (اسمائے افعال)

2.10.1: اسمِ فعل: وہ اسم ہے جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اُسی جیسا عمل کرتا ہے۔ لیکن اُس کی علامتوں سے خالی ہوتا ہے۔۔۔اس کی تین قسمیں ہیں:

۱-اسمِ فعلِ ماضی-۲-اسمِ فعلِ مضارع-۳-اسمِ فعلِ امر۔

2.10.2: اسمِ فعلِ ماضی: وہ اسم ہے جو فعلِ ماضی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں: ۱-هَيْهَاتَ (دور ہوا)-۲-شَتَّانَ (جدا ہوا)-۳-۴-وَشْكَانَ، سَرْعَانَ (جلدی کی)-۵-بُطْآنَ (دیر کی)۔

اِس قسم کے اسمائے افعال کے بعد ایک اسم آتا ہے جو فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے۔ جیسے هَيْهَاتَ الشَّبَابُ (جوانی دور ہوئی) شَتَّانَ مَابَيْنَ العِلْمِ والجَهْلِ. (علم اور جہالت میں بڑا فرق ہے۔)

2.10.3: اسمِ فعلِ مضارع: وہ اسم ہے جو فعل مضارع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ درج ذیل ہیں:

۱-أَوَّهْ (مجھے تکلیف ہے)-۲-أُفٍّ (میں ناپسند کرتا ہوں/مجھے ناپسند ہے/میں بے قرار ہوں۔)-۳-۴-۵-وَا، وَاهاً، وَيْ (مجھے حیرت ہے۔/مجھے افسوس ہے۔)-۶-بَخْ (میں آفریں کہتا ہوں/میں شاباشی دیتا ہوں/آفریں/شاباش)-۷-۸-۹-بَجَلْ، قَدْ. قَطْ (کافی ہے/بس)۔

2.10.4: اسمِ فعلِ امر: وہ اسم ہے جو فعلِ امر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

اسمائے افعال کی قسموں میں اس قسم کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

۱-صَهْ (ابھی چپ رہ)، هَلُمَّ (آؤ، لاؤ)-۲-مَهْ (رُک، ٹھہر)-۳-رُوَيْدَ (چھوڑ، مہلت دے)-۴-بَلْهَ (چھوڑ)-۵-هَا-۶-عِنْدَكَ-۷-لَدَيْكَ-۸-دُوْنَكَ-۹-إِلَيْكَ (لو، پکڑو) -۱۰-عَلَيْكَ (لازم پکڑو، لازم رہو)-۱۱-حَيَّ و حَيَّ هَلَا وحَيَّهَلْ (جلدی آؤ، جلدی کرو، متوجہ ہو)-۱۲-هَيَّا هَيَّا (آؤ آؤ، جلدی کرو، چلو چلیں۔)-۱۳-هَيْتَ لَكَ (آؤ، یہاں آؤ)-

۱۴-آمِیْنَ (قبول کر، ایسا ہی ہو)-۱۵-نَزَالِ (اُتر)۔

2.10.5: اسمائے افعال کے احکام:

(۱) تمام اسمائے افعال مبنی ہیں، خواہ قیاسی ہوں یا سماعی۔ جو اسمائے افعال "فَعَالِ" کے وزن پر امر کے معنی میں آتے ہیں وہ کسرہ پر مبنی ہیں، باقی سماعی ہیں وہ مذکورہ بالا تصریح کے مطابق فتحہ، کسرہ یا سکون پر مبنی ہیں۔

(۲) یہ فعل ہی کی طرح متعدّی اور لازم ہوتے ہیں۔ تو ان میں سے جو فعلِ متعدّی کے معنی میں ہیں وہ متعدّی ہیں اور جو فعلِ لازم کے معنی میں ہیں، وہ لازم ہیں۔ جو لازم ہیں ان کا فاعل حسبِ موقع اسمِ ظاہر یا ضمیر ہوتا ہے جو مرفوع ہوتا ہے جیسے "هَيْهَاتَ يَوْمُ النَّجَاحِ." (کامیابی کا دن دور ہوا۔) اور جو متعدّی ہیں ان کے اندر فاعل کی ضمیر مستتر ہوتی ہے، اور ان کے بعد والا اسمِ ظاہر مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے۔ جیسے "هَلُمَّ شُهَدَاءَ كُمْ." (اپنے گواہ لاؤ) "رُوَيْدَ سَعِيْداً." (سعید کو چھوڑ دو)۔

(۳) چوں کہ یہ عمل میں ضعیف ہوتے ہیں اس لیے ان کے مفعول سے پہلے عموماً باء جارّہ لائی جاتی ہے۔ جیسے "عَلَيْكَ بِزَيْدٍ." (تم زید کا ساتھ لازم کرلو)۔ "حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ وَعَلَى الْخَيْرِ." (نماز اور نیکی کی طرف آؤ۔)

(۴) چوں کہ یہ عامل ضعیف ہیں اس لیے ان کے معمول کو ان سے پہلے لانا جائز نہیں۔ لہٰذا "رُوَيْدَ سَعِيْداً." کی جگہ "سَعِيْداً رُوَيْدَ" کہنا درست نہیں۔

2.10.6: معلومات کی جانچ:

---

(۱) اسم فعل کی تعریف اور اس کی قسمیں بیان کرو۔

(۲) پانچ ایسے اسمائے افعال بتاؤ جو امر کے معنی میں ہوں۔

(۳) اسمائے افعال کے احکام میں سے کوئی بھی دو حکم بیان کرو۔

2.11: خلاصۂ مباحث:

اس اکائی کے آٹھوں مباحث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) واحد، تثنیہ، جمع:

اسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) واحد (۲) تثنیہ (۳) جمع۔

واحد: اس اسم کو کہتے ہیں جو ایک شے کو بتائے۔ **تثنیہ:** وہ اسم ہے جو ایک طرح کی دو چیزوں کو بتائے، اس وجہ سے کہ اس کے آخر میں الف یا یاے ماقبل مفتوح اور نونِ مکسور لگا ہو۔ اور **جمع:** وہ اسم ہے جو تین یا تین سے زیادہ کو بتائے اس بنا پر کہ اس کے واحد کے وزن میں کوئی تبدیلی کر دی گئی ہو۔

تثنیہ اگر مرفوع ہو تو اس کے آخر میں نونِ مکسور سے پہلے الف آتا ہے، اور منصوب یا مجرور ہو تو نون مکسور سے پہلے یا ماقبل مفتوح آتی ہے۔ اور مضاف ہونے کی صورت میں یہ نون گر جاتا ہے۔

جمع کی دو قسمیں ہیں: (۱) مکسّر (۲) سالم

جمع مکسّر: وہ جمع ہے کہ جس کے واحد کا وزن سلامت نہ ہو، خواہ واحد کے حروف میں کچھ کمی بیشی کرنے کی وجہ سے یا صرف حرکات وسکنات کی تبدیلی سے۔

جمع مکسّر کے درج ذیل چار اوزان ایسے ہیں جو جمع قلت کے لیے آتے ہیں:

۱-أَفْعَالٌ -۲-أَفْعُلٌ -۳-أَفْعِلَةٌ -۴-فِعْلَةٌ. ان کے علاوہ اور بہت سے اوزان ہیں جو جمع کثرت کے لیے آتے ہیں۔ جمع منتہی الجموع کے سارے اوزان، جمع تکسیر ہی کے اوزان ہیں۔

جمع سالم: وہ ہے جس میں واحد کا وزن سلامت ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں: ۱-جمع مذکر سالم -۲-جمع مؤنّث سالم۔

جمع مذکر سالم: وہ جمع ہے جس کے واحد کے آخر میں نونِ مفتوح اور اس سے پہلے واو ماقبل مضموم، یا یا ماقبل مکسور ہو۔ یہ حالت رفع میں ہو تو نونِ مفتوح کے ساتھ واو ماقبل مضموم آتا ہے، اور حالت نصب و جر میں نونِ مفتوح کے ساتھ یا ماقبل مکسور آتی ہے۔ جمع مذکر سالم جب مضاف ہو تو اس کا نون گر جاتا ہے۔

جمع مؤنّث سالم: وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف اور لمبی تا آئے۔

درج ذیل اسما کی جمع الف و تا کے ساتھ آتی ہے:

۱-وہ اسم کسی مؤنث کا علم ہو-۲-وہ اسم جس کے آخر میں گول تا ہو-۳-مؤنث کی صفت جس کے آخر میں گول تا ہو-یا-وہ اسم تفضیل ہو۔ ۴-وہ اسم جو مذکر غیر عاقل کی صفت ہو۔ ۵-وہ مصدر جو تین حرفی سے زائد ہو اور تاکیدِ فعل کے لیے نہ آیا ہو۔ ۶-مذکر غیر عاقل کی تصغیر-۵-وہ مؤنّث جس کے آخر میں الف مقصورہ یا ممدودہ ہو۔ ۸-وہ اسم غیر عاقل جس کے شروع میں "ابن" یا "ذو" ہو۔ ۹-وہ اسم عجمی جس کی کوئی جمع مشہور نہ ہو۔ــــــاور سماعی طور پر ان کے علاوہ بھی کچھ اسما کی جمع مؤنث سالم آتی ہے۔

(۲) مذکر و مؤنّث: اسم کی دو قسمیں ہیں: مذکر، مؤنّث۔ مذکر کی دو قسمیں ہیں: ۱-حقیقی -۲-مجازی۔ وہ اسم جس کے مقابل میں اسی کی جنس سے کوئی مادہ ہو وہ مذکر حقیقی ہے، ورنہ مذکر مجازی۔

اسی طرح مؤنث کی بھی دو قسمیں ہیں: ۱-مؤنث حقیقی -۲-مؤنث مجازی۔ اور ان کی تعریفیں بھی مذکر کی مذکورہ بالا قسموں کی تعریفات کے طرز پر ہوں گی۔

پھر ایک دوسرے اعتبار سے بھی مؤنث کی دو قسمیں ہیں ـــ۱-مؤنث لفظی - ۲-مؤنّث معنوی۔

مؤنث لفظی: وہ ہے جس کے آخر میں علامت تانیث لگی ہوئی ہو اور **مؤنث معنوی** وہ ہے جس کے آخر میں کوئی علامت تانیث نہ ہو اور وہ کسی مؤنث کو بتائے۔

تانیث کی علامتیں تین ہیں: ۱-گول تا -۲-الفِ مقصورہ -۳-الف ممدودہ۔

قیاسی طور پر تاے تانیث صرف اسم صفت کے ساتھ آتی ہے اور مذکر و مؤنّث کے درمیان فرق کرتی ہے۔ اور اسم ذات کے ساتھ اس کا آنا سماعی ہے لہذا یہ انھی اسماے ذات کے ساتھ آتی ہے جن کے ساتھ عربوں نے اسے لگا کر استعمال کیا ہے۔

(۳) اسم صحیح، منقوص، مقصور، ممدود:

جس اسم کے آخر میں الف ممدودہ ہو وہ **اسم ممدود** ہے، جس اسم معرب کے آخر میں الف مقصورہ لازمہ ہو وہ **اسم مقصور** ہے، جس اسم معرب کے آخر میں یاے لازمہ اور اس سے پہلے کسرہ ہو وہ **اسم منقوص** ہے، اور جس اسم معرب کے آخر میں ان میں سے کچھ نہ ہو وہ **اسم صحیح** ہے۔

اسم صحیح، مفرد اور منصرف ہو تو اس کا اعراب رفع کی حالت میں ضمہ، نصب کی حالت میں فتحہ اور جر کی حالت میں کسرہ ہوتا ہے، تثنیہ اور جمع کی صورت میں تثنیہ اور جمع کا اعراب ہوتا ہے، یوں ہی غیر منصرف ہونے کی صورت میں غیر منصرف کا اعراب آتا ہے۔

اسم منقوص کے آخر کی یا کبھی اصلی ہوتی ہے اور کبھی واو سے بدلی ہوئی۔ اس کا اعراف رفع و جر کی حالت میں تقدیری اور نصب کی حالت میں لفظی فتحہ ہے۔

اسم مقصور کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے، اور وہ لفظ میں ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔

اسم مقصور میں الف مقصورہ اگر تیسرے حرف کی جگہ ہو اور اس کی اصل واو ہو تو وہ الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے ورنہ "ی" کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

اسم ممدود کا الف تو ہمیشہ زائد ہوتا ہے اور اس کا ہمزہ کبھی اصلی ہوتا ہے، کبھی کسی حرف سے بدلا ہوا اور کبھی زائد ہوتا ہے۔ اور زائد ہونے کی صورت میں کبھی تانیث کے لیے ہوتا ہے اور کبھی الحاق کے لیے۔ اس کا ہمزہ اگر تانیث کے لیے ہو تو وہ غیر منصرف ہوتا ہے۔ ورنہ منصرف ہوتا ہے۔

(۴) اسماے موصولہ: وہ اسماہیں جو اپنے بعد آنے والے جملۂ خبریہ یا شبہ جملہ کے واسطے کسی معین شَے کو بتائیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں: ۱-اسم موصول خاص-۲-اسم موصول مشترک۔

اسم موصول خاص: وہ ہے جو کلام کے تقاضے کے مطابق واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنّث ہوتا ہے۔ جیسے الَّذي ، اللَّذانِ وغیرہ۔

اسم موصول مشترک: وہ ہے جو ہر حال میں یکساں آتا ہے۔ جیسے مَنْ ، مَا وغیرہ۔

اسم موصول مشترک میں "مَنْ" عموماً عاقل کے لیے آتا ہے "ما" غیر عاقل کے لیے اور "أيّ" عاقل، غیر عاقل دونوں کے لیے۔ "أيّ" جب مضاف ہو اور صلہ کا پہلا جز محذوف ہو تو یہ ضمہ پر مبنی ہوتا ہے، ورنہ یہ معرب ہوتا ہے۔ "أيّ" کی معرفہ کی طرف اضافت ضروری ہے۔

"ذا" عاقل و غیر عاقل دونوں کے لیے آتا ہے۔ یہ اس وقت اسم موصول ہوتا ہے جب "من" یا "ما" استفہامیہ کے بعد آئے اور اشارہ کے لیے نہ ہو، نہ ہی ان میں سے کسی کے ساتھ مرکب ہو۔

"ذُو": صرف قبیلۂ بنی طے کی زبان میں "الذيّ" کے معنی میں اسم موصول ہوتا ہے، اور یہ عاقل و غیر عاقل دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، یہ ہر حالت میں واو ساکن پر مبنی ہوتا ہے اور واحد، تثنیہ، جمع سب کے لیے آتا ہے، اور اس وقت اسم موصول ہوتا ہے جب یہ اسم فاعل، اسم مفعول یا اسم مبالغہ پر داخل ہو۔

صلہ میں اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کا ہونا ضروری ہے۔ اس کو "عائد" کہتے ہیں۔ اسم موصول خاص کی طرف لوٹنے والی ضمیر لازمی طور پر اس کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اسم موصول مشترک کی طرف لوٹنے والی ضمیر کبھی اس کے لفظ کی رعایت کرتے ہوئے واحد مذکر آتی ہے۔ اور کبھی معنی کا لحاظ کرتے ہوئے حسب موقع واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنّث لائی جاتی ہے۔

اسم موصول پر اس کے صلہ کو نہ کلّی طور مقدّم کرنا جائز ہے نہ جزئی طور پر۔ التباس و اشتباہ کا اندیشہ نہ ہو تو اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر کو حذف کرنا جائز ہے۔

(۵) اسماے استفہام: ادواتِ استفہام تیرہ ہیں: ان میں "هَلْ" اور ہمزۂ مفتوحہ حرف ہیں، باقی گیارہ اسم ہیں۔ تمام کلماتِ استفہام کا جملے کے شروع میں ہونا ضروری ہے۔ مَنْ، مَنْ ذَا کے ذریعے ذوی العقول کے بارے میں اور "ما و ماذا" کے ذریعے غیر ذوی العقول کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ مَا اور مَنْ پر کچھ حروف جارّہ بھی داخل ہوتے ہیں، اس صورت میں "مَا" کا الف گر جاتا ہے۔ "متی" کے ذریعے زمانۂ ماضی و مستقبل دونوں کے بارے میں، اور "أيّان" کے ذریعے کسی جگہ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے جب کہ "کیف" کے ذریعے کسی شَے کی حالت و کیفیت کے متعلق سوال ہوتا ہے۔ "کَمْ" کے ذریعے کسی مبہم شَے کی

گنتی کے بارے میں معلوم کیا جاتا ہے اور "أي" کے ذریعے کسی شَے کی تعیین مطلوب ہوتی ہے۔

(٦)اسمائے اشارہ: عربی زبان میں اسمائے اشارہ پانچ قسم کے ہیں:

پہلی قسم "ذا" ہے جو واحد مذکر کے لیے آتا ہے۔ دوسری قسم "ذان و ذَیْنِ" ہے۔ یہ تثنیہ مذکر کے لیے آتے ہیں۔ "ذان" حالت رفع میں اور "ذَیْنِ" حالتِ نصب و جر میں آتا ہے۔ تیسری قسم میں آٹھ اسمائے اشارہ ہیں: تَا ، تِي ، تِهْ، تِهِ ، تِهٖ ، ذِهْ ،ذِهِ، ذِهٖ ۔ یہ سب واحد مؤنّث کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

2.12: نمونے کے امتحانی سوالات:

2.12.1: مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب پچیس سطروں میں لکھیے:

۱-اسم مقصور و ممدود اور الفِ مقصورہ و ممدودہ کی تعریف کیجیے، ساتھ ہی اسم مقصور اور ممدود کا اعراب بھی وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۲-اسم موصول، صلہ اور ضمیر عائد کے بارے میں اپنی معلومات قلم بند کیجیے، ساتھ ہی اسم موصول کا محلِّ اعراب بھی دیگر ضروری احکام کے ساتھ تحریر کیجیے۔

۳-جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم کی تعریف مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے، ساتھ ہی جمع مذکر سالم بنانے کا طریقہ اور اس کی شرطیں مثالوں کے ساتھ تفصیل سے لکھیے۔

۴-اسم صحیح اور اسم منقوص کی تعریف مثالوں کے ساتھ واضح انداز میں لکھیے، اور دونوں کا اعراب پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیجیے۔

۵-اسم کنایہ کی تعریف اور اس کی قسمیں تحریر کرتے ہوئے کم استفہامیہ اور خبریہ کے معانی، طریقۂ استعمال اور احکام وضاحت کے ساتھ قلم بند کیجیے۔

۶-اسمائے استفہام کتنے اور کون کون ہیں؟ ان میں سے سات کے معانی اور احکام مفصّل تحریر کیجیے۔

2.12.2: مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب بارہ سطروں میں تحریر لکھیے:

۱-جمع مکسّر اور جمع سالم کی تعریف کرتے ہوئے جمع مکسّر کے اوزان مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

۲-جمع مؤنّث سالم کسے کہتے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے، ساتھ ہی یہ بھی بتائیے کہ الف و تا کے ساتھ کن اسما کی جمع آتی ہے؟

۳-اسمائے موصولہ میں سے "أيّ" کا معنی، اس کے استعمال کے طریقے، اور اعراب و بنا کے اعتبار سے اس کا حکم مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ لکھیے۔

۴-اسمائے اشارہ کتنے اور کون کون ہیں؟ تحریر کیجیے، ساتھ ہی یہ بھی لکھیے کہ اس کے ساتھ ہائے تنبیہ، کافِ خطاب اور لام کا استعمال کب اور کیسے ہوتا ہے؟

۵-اسمائے افعال کی تعریف، قسمیں اور احکام مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ تحریر کیجیے۔

☆☆☆

2.13: مطالعے کے لیے مُعاوِن کتابیں:

١-**أوضح المسالك إلى ألفية ابن مالك**: للإمام جمال الدين عبدالله بن يوسف المعروف بابن هشام الأنصاري المصري (ت : ٧٦١هـ) ، المكتبة العصرية ، صيدا ، بيروت ، لبنان ، ١٤٢٥هـ— ٢٠٠٤م.

٢-**شرح الجامي على كافية ابن الحاجب**: للعلامة عبدالرحمن بن أحمد الجامي(٨١٧هـ— ٨٩٨هـ) ، مجلس البركات ، الجامعة الأشرفية ، مبارك فور ، أترابرديش ، ١٤٢٢هـ— ٢٠٠١م.

٣-**جامع الدروس العربية**: للشيخ مصطفى الغلاييني ، دارالكتاب العربي ، بيروت ، لبنان ، ١٤٢٥هـ— ٢٠٠٥م.

٤-**نحو اللغة العربية**: للدكتور أسعد النادري ، المكتبة العصرية ، صيدا ، بيروت ، لبنان ، ١٤٢٥هـ — ٢٠٠٥م.

٥-**كافية النحو**: للأستاذ نفيس أحمد المصباحي (مؤلّف هذه الوحدة) مجلس البركات ، الجامعة الأشرفية ، مبارك فور ، أعظم جره ، الهند ، ١٤٣٣هـ — ٢٠١٢م.

٦-**القواعد الأساسية للغة العربية**: للسيّد أحمد الهاشمي المصري ، دارالكتب العلمية ، بيروت ، لبنان (غير مؤرّخ)

٧-**في النحو العربي**: تاليف د. عبدالحميد مصطفى السيّد و د. لطيفة إبراهيم النجّار، دارالقلم، دبي، الأمارات العربية المتحدّة، الطبعة الأولى، ١٤٢٤هـ — ٢٠٠٣م.

☆–☆–☆